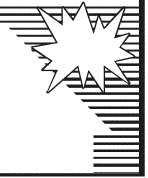


باب علم



سیدنا علی رضی اللہ عنہ دامادِ رسول، خلیفہ چہارم اور شیر خدا ہیں۔ زبانِ نبوت سے انہیں بہت سے فضائل و مناقب نصیب ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو بات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے باسند صحیح ہم تک پہنچ گئی ہے، ان کی حقیقی فضیلت و منقبت وہی ہے۔ من گھڑت، ”منکر“ اور ”ضعیف“ روایات پر مبنی پلندے کسی بھی طرح فضائل و مناقب کا درجہ نہیں پا سکتے۔ ایک ایسی ہی بات کا تذکرہ ہم یہاں پر کر رہے ہیں:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا».

”میں علم کا شہر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہیں۔“

عوام الناس میں مشہور ہے کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے، مگر حقیقت میں ایسا نہیں، کیونکہ اصولِ محدثین کے مطابق یہ روایت پایہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ اس کی استنادی حیثیت جاننے کے لیے اس سلسلے میں مروی تمام روایات پر تفصیلی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

روایت نمبر ① :

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا».

”میں حکمت کا گھر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہیں۔“

(سنن الترمذی: 3723، تہذیب الآثار للطبری، مسند علی، ص: 104)

تبصرہ :

اس روایت کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① اس میں محمد بن عمر بن عبداللہ رومی راوی جمہور محدثین کے نزدیک ”ضعیف“ ہے، جیسا کہ:

امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فِيهِ ضَعْفٌ.

”اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔“ (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 22/8)

امام ابو زرہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شَيْخٌ لَّيِّنٌ.

”یہ کمزور راوی ہے۔“ (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 22/8)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يُقَلِّبُ الْأَخْبَارَ، وَيَأْتِي مِنَ الثَّقَاتِ بِمَا لَيْسَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ، لَا يَجُوزُ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ بِحَالٍ.

”یہ حدیثوں کو الٹ پلٹ کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے منسوب کر کے وہ روایات بیان کرتا ہے جو انہوں نے کبھی بیان ہی نہیں کیں۔ اس کی بیان کردہ روایت کو کسی بھی صورت دلیل بنانا جائز نہیں۔“ (المجروحین: 94/2)

یاد رہے کہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے وہم کی بنا پر یہ جرح محمد بن عمر کے والد کے حالات میں ذکر کر دی ہے اور محمد بن عمر کو الثقات (71/9) میں ذکر کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

غَلَطَ ابْنُ حَبَّانَ فَلَيْتَنَهُ، وَإِنَّمَا اللَّيِّنُ ابْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ.

”امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے غلطی کی بنا پر عمر بن عبداللہ کو کمزور قرار دے دیا ہے،

در اصل اس کا بیٹا محمد بن عمر کمزور راوی ہے۔“ (میزان الاعتدال: 698/4)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس کی حدیث کو کمزور قرار دیا ہے۔ (تقریب التہذیب: 6169)

② اس میں شریک بن عبد اللہ راوی بھی موجود ہے، جس کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صَدُوقٌ يُخْطِئُ كَثِيرًا، تَغَيَّرَ حِفْظُهُ مُنْذُ وَلِيَ الْقَضَاءَ بِالْكُوفَةِ .

”یہ سچے تھے، مگر بہت زیادہ غلطیاں کرتے تھے۔ جب سے یہ کوفہ کے قاضی

بنے تھے، ان کے حافظے میں خرابی آگئی تھی۔“ (تقریب التہذیب: 2787)

کسی بھی دلیل سے یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ محمد بن عمرو نے شریک بن عبد اللہ قاضی سے ان کا حافظہ خراب ہونے سے پہلے احادیث روایت کی ہوں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ فِي آخِرِ أَمْرِهِ يُخْطِئُ فِيمَا يَرَوِي، تَغَيَّرَ عَلَيْهِ حِفْظُهُ، فَسَمَاعُ الْمُتَقَدِّمِينَ عَنْهُ؛ الَّذِينَ سَمِعُوا مِنْهُ بِوَاسِطَةٍ، لَيْسَ فِيهِ تَخْلِيطٌ، مِثْلُ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ، وَإِسْحَاقَ الْأَزْرَقِ، وَسَمَاعُ الْمُتَأَخِّرِينَ عَنْهُ بِالْكُوفَةِ؛ فِيهِ أَوْهَامٌ كَثِيرَةٌ.

”عمر کے آخری حصے میں شریک بن عبد اللہ کی بیان کردہ روایات میں غلطیاں پائی جاتی ہیں، کیونکہ اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ ان کے اولین شاگردوں میں سے جنہوں نے واسطہ کے علاقہ میں سماع کیا، جیسا کہ یزید بن ہارون اور اسحاق ازرق ہیں، ان کی روایات میں حافظے کی خرابی کا کوئی دخل نہیں۔ لیکن جن متأخرین تلامذہ نے کوفہ میں ان سے سماع کیا، ان کی بیان کردہ روایات

میں بے شمار اوہام پائے جاتے ہیں۔“ (الثقات: 444/6)

شریک بن عبد اللہ قاضی کی ولادت 95 ہجری اور وفات 177 ہجری میں ہوئی۔ وہ 150 ہجری میں واسط کے قاضی مقرر ہوئے۔ بعد میں ابو جعفر منصور کی وفات کے بعد کوفہ کے قاضی بنے۔ ابو جعفر منصور کی وفات 158 ہجری میں ہوئی اور محمد بن عمر رومی 220 ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ یہ تقریباً 62 سال کا فاصلہ بنتا ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محمد بن عمر رومی، جو کہ خود ”ضعیف“ راوی ہے، نے شریک قاضی سے ان کے حافظہ کی خرابی کے بعد روایات سنی ہیں۔

③ اس میں شریک بن عبد اللہ قاضی کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے اس روایت کو صریح انداز میں جھوٹی، باطل اور ”منکر“ قرار دیا ہے، جیسا کہ:

✽ امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ”منکر“ ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 22/8)

✽ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ. ”یہ حدیث غریب و منکر ہے۔“

(سنن الترمذی: 3723)

✽ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هَذَا خَبَرٌ لَا أَصْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔“ (المجروحین: 94/2)

✽ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فَمَا أَدْرِي مَنْ وَضَعَهُ.

”میں نہیں جانتا کہ اسے کس نے گھڑا ہے۔“ (میزان الاعتدال: 668/3)

روایت نمبر ۲ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، (زَادَ الْآجُرِيُّ :) فَمَنْ أَرَادَ آتَاهَا مِنْ بَابِهَا» .

”میں حکمت کا گھر ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہیں۔ امام آجری رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں: جو اس گھر میں آنا چاہے، وہ اس کے دروازے سے آئے۔“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

إِنَّ بَيْنَ أَضْلَاعِي لَعِلْمًا كَثِيرًا .

”میری پسلیوں کے درمیان (میرے دل میں) بہت زیادہ علم ہے۔“

(جزء الألف دينار للقطيعي : 216، زوائد فضائل الصحابة للقطيعي : 635,634/1،

الشریعة للآجری : 233,232/3، معرفة الصحابة لأبي نعيم الأصبهاني : 308/1،

الموضوعات لابن الجوزي : 349/1)

تحقیق :

اس روایت کی سند کا حال وہی ہے، جو مذکورہ سند کا تھا۔

روایت نمبر ۳ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ بَابَ الْمَدِينَةِ» .

”میں علم کا شہر ہوں، علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“



(مناقب عليّ لابن المغازلي: 129، تاريخ دمشق لابن عساكر: 378/42)

تبصرہ :

یہ سند کئی وجہ سے مخدوش ہے، کیونکہ اس میں :

① شریک بن عبد اللہ قاضی کی ”تدلیس“ ہے۔

② سلمہ بن کھیل نے صنابچی سے نہیں سنا۔

③ سُوید بن سعید حدثانی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

مَوْصُوفٌ بِالتَّدْلِيسِ؛ وَصَفَهُ الدَّارِقُطْنِيُّ وَالْإِسْمَاعِيلِيُّ
وَعِغْرُهُمَا، وَقَدْ تَغَيَّرَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ بِسَبَبِ الْعَمِيِّ، فَضَعُفَ
بِسَبَبِ ذَلِكَ .

”یہ تدلیس کے ساتھ موصوف ہے، امام دارقطنی اور امام اسماعیلی وغیرہما نے

اسے مدلس کہا ہے، نابینا ہونے کے سبب عمر کے آخری حصہ میں حافظہ میں بھی

تغیر آ گیا تھا، اسی وجہ سے ضعیف قرار پایا۔“ (طبقات المدلسین: 120)

روایت نمبر ④ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْفَقْهِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا» .

”میں فقہ کا شہر ہوں، علی اس کا دروازہ ہے۔“

(الشريعة في السنة للآجري: 232/3، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم

الأصبهاني: 64/1، الموضوعات لابن الجوزي: 349/1)

تبصرہ :

یہ جھوٹی سند ہے، اس میں کئی علتیں پائی جاتی ہیں :

① عبد الحمید بن بحر بصری راوی پر احادیث کے سرقہ کا الزام ہے۔

اس کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَعَبْدُ الْحَمِيدِ هَذَا غَيْرُ حَدِيثٍ مُنْكَرٍ، رَوَاهُ وَسَرَقَهُ مِنْ قَوْمٍ ثِقَاتٍ.
”اس عبد الحمید کی بیان کردہ کئی ایک حدیثیں منکر ہیں، جنہیں اس نے ثقہ راویوں سے سرقہ کر کے روایت کیا ہے۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال: 325/5)

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوَى عَنْ مَالِكٍ وَشَرِيكَ وَالْكُوفِيِّينَ مَا لَيْسَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ،
وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَدِيثَ، لَا يَحِلُّ الْإِحْتِجَاجُ بِهِ بِحَالٍ.
”یہ مالک، شریک اور کوفیوں سے وہ حدیثیں بیان کرتا ہے، جو انہوں نے بیان ہی نہیں کیں۔ یہ حدیث کا سرقہ کرتا تھا، کسی صورت میں بھی اس کی روایت سے دلیل لینا جائز نہیں۔“ (المجروحین: 142/2)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوَى عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغُولٍ وَشَرِيكَ أَحَادِيثَ مَقْلُوبَةً.
”یہ مالک بن مغول اور شریک سے منقول حدیثیں بیان کرتا تھا۔“

(لسان المیزان لابن حجر: 395/3)

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوَى عَنْ مَالِكٍ وَشَرِيكَ أَحَادِيثَ مُنْكَرَةً.

”یہ مالک اور شریک سے منکر احادیث بیان کرتا ہے۔“ (الضعفاء: 135)

② شریک بن عبد اللہ قاضی کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

✽ اس روایت کے بارے میں ذہبیؒ دوراں، علامہ معلیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَإِنَّ الْمَرْوِيَّ عَنْ شَرِيكَ لَا يَثْبُتُ عَنْهُ، وَلَوْ ثَبَتَ لَمْ يَتَحَصَّلْ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ لِّتَدْلِيسِ شَرِيكَ وَخَطِئِهِ، وَالْإِضْطِرَابِ الَّذِي لَا يُوثَقُ مِنْهُ عَلَى شَيْءٍ .

”بلاشبہ شریک سے یہ روایت ثابت نہیں، بالفرض اگر ثابت ہو بھی جائے تو بھی اس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں شریک کی تدلیس، خطا اور اضطراب بھی ہے، جس کی وجہ سے اس پر کسی چیز میں بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔“

(حاشیۃ الفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص: 352)

روایت نمبر ⑤ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْجَنَّةِ، وَأَنْتَ بَابُهَا يَا عَلِيُّ، كَذِبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَدْخُلُهَا مِنْ غَيْرِ بَابِهَا» .

”میں جنت کا شہر ہوں اور اے علی (رضی اللہ عنہ) آپ اس کا دروازہ ہیں، جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس شہر میں دروازے کے علاوہ کہیں اور سے داخل ہو جائے گا، وہ جھوٹ بولتا ہے۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 378/42، اللآلی المصنوعة للسيوطي: 335/1)

تبصرہ :

اس کی سند جھوٹی ہے، کیونکہ:

① سعد بن طریف اسکانی راوی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ وَرَمَاهُ ابْنُ حَبَّانَ بِالْوَضْعِ، وَكَانَ رَافِضِيًّا .

”یہ متروک راوی ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے وضاع قرار دیا ہے۔ یہ رافضی تھا۔“ (تقریب التہذیب: 2241)

② اصبح بن نباتہ تمیمی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ، رُمِيَ بِالرَّفْضِ .

”یہ متروک راوی ہے، اسے محدثین کرام نے رافضی قرار دیا ہے۔“

(تقریب التہذیب: 537)

روایت نمبر ⑥ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«شَجَرَةٌ أَنَا أَصْلُهَا، وَعَلَيٌّ فَرْعُهَا، وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ مِنْ ثَمَرِهَا، وَالشَّيْعَةُ وَرَقُهَا، فَهَلْ يَخْرُجُ مِنَ الطَّيِّبِ إِلَّا الطَّيِّبُ؟ وَأَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَهَا؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ» .

”میں درخت کا تنا ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کی شاخ ہیں، حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اس کے پھل ہیں اور شیعہ اس کے پتے ہیں۔ پاکیزہ چیز سے صرف پاکیزہ چیز ہی پیدا ہوتی ہے۔ میں علم کا شہر ہوں، علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو شہر میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ اس کے دروازے سے آئے۔“

(تلخیص المتشابہ للخطیب: 308/1، تاریخ دمشق لابن عساکر: 383/42، 384)

تبصرہ :

اس کی سند بھی جھوٹی اور من گھڑت ہے، کیونکہ:

✽ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ بَشَّارٍ الْكِنْدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ

إِبْرَاهِيمَ الْهَمْدَانِيَّ، وَجَمِيعًا مَّجْهُولَانِ .

”یحییٰ بن بشار کندی، کوفی نے اسماعیل بن ابراہیم ہمدانی سے یہ روایت بیان کی ہے اور یہ دونوں ہی مجہول ہیں۔“ (تلخیص المتشابه: 308/1)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَحْيَى بْنُ بَشَّارٍ الْكِنْدِيُّ لَا يُعْرَفُ عَنْ مِثْلِهِ، وَأَتَى بِخَبَرٍ بَاطِلٍ .
”یحییٰ بن بشار کندی غیر معروف راوی ہے۔ اس نے جھوٹی روایت بیان کی ہے۔“

(میزان الاعتدال: 4/366)

روایت نمبر ④: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَأَنْتَ يَا عَلِيُّ - بِأُهَا» .

”میں حکمت کا شہر ہوں، اے علی (رضی اللہ عنہ)! آپ اس کا دروازہ ہیں۔“

(الأمالی لأبي جعفر الطوسي الرافضي: 1/490)

تبصرہ:

یہ انتہائی جھوٹی روایت ہے، کیونکہ:

① جابر بن یزید جعفی راوی کذاب اور ”متروک“ ہے۔

② احمد بن حماد ہمدانی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْرِفُ ذَا . ”میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟“

(میزان الاعتدال في نقد الرجال: 1/94)

③ عمرو بن شمر راوی ”ضعیف“ اور ”متروک“ ہے۔

اس سند میں اور بھی خرابیاں موجود ہیں۔

روایت نمبر ۸ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ».

”میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“

(الموضوعات لابن الجوزي: 350/1)

تبصرہ :

یہ بھی باطل روایت ہے، کیونکہ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے امام ابن مردویہ سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما تک سند ذکر نہیں کی، بلکہ اسے ذکر کرنے کے بعد خود فرماتے ہیں:

”اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔“ (الموضوعات لابن الجوزي: 353/1)

روایت نمبر ۹ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَا عَلِيُّ، أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَأَنْتَ الْبَابُ، كَذَبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يَصِلُ إِلَى الْمَدِينَةِ، إِلَّا مِنَ الْبَابِ».

”اے علی! میں علم کا شہر ہوں اور آپ اس کا دروازہ ہیں۔ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ شہر میں اس دروازے کے علاوہ کہیں اور سے داخل ہو جائے گا، وہ جھوٹ کہتا ہے۔“ (مناقب علي بن أبي طالب لابن المغازلي: 126)

تبصرہ :

اس روایت کی سند بھی جھوٹی ہے:

① محمد بن عبد اللہ بن عمر بن مسلم لاحقی راوی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

② محمد بن عبد اللہ بن محمد ابو فضل کوئی راوی پر لے درجے کا جھوٹا، دجال اور جھوٹی احادیث گھڑنے والا ہے۔

(دیکھیں: تاریخ بغداد للخطیب: 466/5، لسان المیزان لابن حجر: 231/5، 232)

روایت نمبر ⑩: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلِيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ.

”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو علم حاصل کرنے کا ارادہ

رکھتا ہے، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“

(اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة للسيوطي: 334/1)

تبصرہ :

اس کی سند بھی جھوٹی ہے، کیونکہ:

① داؤد بن سلیمان جرجانی غازی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّبَهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، وَلَمْ يَعْرِفْهُ أَبُو حَاتِمٍ، وَبِكُلِّ حَالٍ؛ فَهُوَ

شَيْخٌ كَذَّابٌ، لَهُ نُسَخَةٌ مَوْضُوعَةٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى الرِّضِيِّ،

رَوَاهَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مَهْرَوَيْهِ الْقَزْوِينِيُّ الصَّدُوقُ عَنْهُ.

”امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے۔ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ

نے اسے مجہول قرار دیا ہے۔ بہر صورت یہ کذاب راوی ہے۔ اس کے پاس

علی بن موسیٰ رضا کی سند سے من گھڑت روایتوں پر مشتمل ایک نسخہ تھا، جو علی

بن محمد بن مہرویه قزوینی صدوق راوی نے اس سے نقل کیا ہے۔“

(میزان الاعتدال: 8/2، لسان المیزان لابن حجر: 417/2)

② علی بن حسین بن بندار بن شنی استرابازی کے بارے میں :

✿ حمزہ بن یوسف سہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : تَكَلَّمَ فِيهِ النَّاسُ .

”اس پر محدثین کرام نے جرح کی ہے۔“ (تاریخ جرجان: 571)

✿ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(لسان المیزان لابن حجر: 217/4)

✿ ابن طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”متہم“ قرار دیا ہے۔

(میزان الاعتدال للذهبی: 121/3)

روایت نمبر ⑪ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيٌّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ» .

”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو بھی علم حاصل کرنا چاہتا

ہے، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“ (الموضوعات لابن الجوزی: 350/1)

تبصرہ :

یہ بھی باطل روایت ہے، کیونکہ:

① حسن بن محمد بن جریر راوی کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

② عبید اللہ بن ابورافع کا تعارف بھی درکار ہے۔

روایت نمبر ⑫ : سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيٌّ بَابُهَا، وَلَا تُوتَى الْبُيُوتُ إِلَّا مِنْ أَبْوَابِهَا» .

”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ گھروں میں دروازے ہی سے

آیا جاتا ہے۔“ (مناقب علی لابن المغازلی: 122)

تبصرہ :

یہ روایت بھی ثابت نہیں، کیونکہ:

① علی بن عمر بن علی بن حسین کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مستور“ کہا ہے۔

(تقریب التہذیب: 4775)

② حفص بن عمر صنعانی کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(تقریب التہذیب: 1420)

③ محمد بن مصطفیٰ بن بہلول قرشی ”تدلیس الترویہ“ کا مرتکب ہے۔

(المجروحین لابن حبان: 94/1)

روایت نمبر ⑬: ایک روایت امام دارقطنی رحمہ اللہ کی کتاب [العلل:

247/3] میں بھی ہے۔ اس کے راوی یحییٰ بن سلمہ بن کہیل کے بارے میں حافظ ابن

حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَتْرُوكٌ، وَكَانَ شِيعِيًّا.

”یہ متروک اور شیعہ راوی ہے۔“ (تقریب التہذیب: 7561)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اسے ”متروک“ کہا ہے۔

(تلخیص المستدرک: 246/2، 126/3)

روایت نمبر ⑭: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے موقع پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بازو پکڑ کر فرمایا:

«هَذَا أَمِيرُ الْبَرَّةِ، وَقَاتِلُ الْفَجْرَةِ، مُنْصُورٌ مِّنْ نَّصْرِهِ، مَخْذُولٌ

مِّنْ خَذَلَهُ»، مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيٌّ

بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْحَكَمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ .

”یہ نیکوں کے قائد اور برے لوگوں کے قاتل ہیں۔ جو ان کی مدد کرے گا، منصور ہوگا اور جو ان کو رسوا کرنے کی کوشش کرے گا، خود ذلیل ہوگا۔ ان الفاظ کو آپ ﷺ نے بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، لہذا جو حکمتوں کو حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“

(المجروحین لابن حبان: 152/1، 153، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 192/1، المستدرک علی الصحيحین للحاکم: 127/3، 129، تاریخ بغداد للخطیب: 377/2، 219/4)

تبصرہ :

یہ بھی جھوٹی روایت ہے، کیونکہ اس میں؛
① احمد بن عبد اللہ بن یزید ہشیمی راوی کذاب اور جھوٹی روایات گھڑنے والا ہے۔ اس کے بارے میں؛

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَضَعُ الْحَدِيثَ .

”یہ خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال: 192/1)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَالثَّقَاتِ الْأَوَابِدِ وَالطَّامَّاتِ .

”یہ امام عبد الرزاق رحمہ اللہ اور دیگر ثقہ لوگوں سے منکر اور جھوٹی روایتیں بیان کرتا

ہے۔“ (المجروحین: 152/1)

✽ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوِي عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَغَيْرِهِ بِالْمَنَاقِيرِ، يُتْرَكُ حَدِيثُهُ.

”یہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ اور دوسرے راویوں سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے، اس کی حدیث کو متروک قرار دیا گیا ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب: 220/4، وسندہ حسن)

✽ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے کذاب کہا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء: 43/1)

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ ان الفاظ کو من گھڑت اور جھوٹے قرار دیتے ہوئے

فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ مَوْضُوعٌ. ”یہ حدیث منکر و من گھڑت ہے۔“

(الکامل فی ضعف الرجال: 192/1)

✽ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَذَا شَيْءٌ مَّقْلُوبٌ إِسْنَادُهُ وَمَتْنُهُ مَعًا.

”اس روایت کی سند اور متن دونوں مقلوب ہیں۔“ (المجروحین: 153/1)

② امام سفیان ثوری کی ”تدلیس“ بھی موجود ہے۔

جب امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک: 127/3) نے اس کی سند کو ”صحیح“ کہا تو ان کے

رد و تعاقب میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے فرمایا:

الْعَجَبُ مِنَ الْحَاكِمِ وَجُرْأَتِهِ فِي تَصْحِيحِهِ هَذَا وَأَمْثَالِهِ مِنَ

الْبَوَاطِيلِ، أَحْمَدُ هَذَا دَجَالٌ كَذَّابٌ.

”امام حاکم رحمہ اللہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس روایت اور اس طرح کی دوسری باطل روایات کو صحیح کہنے کی جرأت کیسے کی؟ حالانکہ اس کی سند میں احمد بن عبد اللہ دجال و کذاب ہے۔“ (تلخیص المستدرک: 127/3)

ایک اور مقام پر حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
بَلْ - وَاللَّهِ - مَوْضُوعٌ، وَأَحْمَدُ كَذَّابٌ، فَمَا أَجْهَلَكَ عَلَى سِيعَةِ مَعْرِفَتِكَ .

”اللہ کی قسم! یہ تو من گھڑت روایت ہے، اس میں احمد راوی کذاب ہے۔ اپنی وسعت علم کے باوجود آپ اس بارے میں کتنے ناواقف رہے۔“

(تلخیص المستدرک: 129/3)

یاد رہے کہ احمد بن عبد اللہ بن یزید راوی کی متابعت احمد بن طاہر بن حرمہ تبحی مصری نے کر رکھی ہے، لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ تبحی بھی کذاب راوی ہے۔ اسی لیے اس روایت کے بارے میں حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
لا يصح من جميع الوجوه . ”تمام سندوں کے ساتھ یہ روایت ضعیف ہے۔“ (الموضوعات: 353/1)

روایت نمبر ۱۵ : سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے منسوب کیا گیا ہے کہ

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا أَهْلِ الْجَنَّةِ --- أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمِ، وَأَوِ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ بِالْمَدِينَةِ؛ فَلْيَأْتِ بِبَابِهَا» .
”ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) اہل جنت کے سردار ہیں۔ میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس

کا دروازہ ہیں۔ جو حکمت حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ شہر کے دروازے سے آئے۔“

(المؤتلف والمختلف للدارقطني : 625,624/2، تلخیص المتشابه للخطیب : 161/1، 162، تاریخ دمشق لابن عساکر : 382/42، اللآلی المصنوعة للسيوطي : 335/1)

تبصرہ :

یہ بھی جھوٹی روایت ہے، کیونکہ :

① اس کے راوی حبیب بن نعمان کے بارے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : لَيْسَ بِالْمَعْرُوفِ . ”یہ غیر معروف راوی ہے۔“

(تلخیص المتشابه : 161/1)

② دوسرے راوی حسین بن عبد اللہ تمیمی کے بارے میں امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں : فِي عِدَادِ الْمَجْهُولِينَ .

”اس کا شمار مجہول راویوں میں ہوتا ہے۔“ (تلخیص المتشابه : 161/1)

روایت نمبر ①۶ : سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيِّدُ الْعَرَبِ، فَقِيلَ أَلَسْتَ أَنْتَ سَيِّدُ الْعَرَبِ؟ فَقَالَ : أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ، وَعَلِيُّ سَيِّدُ الْعَرَبِ، مَنْ أَحَبَّهُ وَتَوَلَّاهُ؛ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَهَدَاهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ وَعَادَاهُ؛ أَصَمَّهُ اللَّهُ وَأَعَمَّاهُ، عَلِيُّ؛ حَقُّهُ كَحَقِّي، وَطَاعَتُهُ

كَطَاعَتِي، غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، مَنْ فَارَقَهُ فَارَقَنِي، وَمَنْ فَارَقَنِي؛ فَارَقَهُ اللَّهُ، أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَهِيَ الْجَنَّةُ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَكَيْفَ يَهْتَدِي الْمُهْتَدِي إِلَى الْجَنَّةِ إِلَّا مِنْ بَابِهَا، عَلَيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْبَشَرِ، مَنْ أَبِي فَقَدْ كَفَرَ.

”علی بن ابوطالب عرب کے سردار ہیں۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: کیا آپ ﷺ سید العرب نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ جس نے ان کو دوست بنایا، اللہ رب العزت اس سے محبت کرے گا اور اس کو ہدایت دے گا۔ جو ان سے بغض رکھے گا، اللہ اس سے دشمنی رکھے گا اور اسے اندھا اور بہرا کر دے گا۔ ان کا حق میرے حق کی طرح ہے اور ان کی اطاعت دراصل میری اطاعت ہے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو ان سے جدا ہوا دراصل وہ مجھ سے جدا ہوا اور جس نے مجھ سے دُوری اختیار کی، اللہ اسے اپنی رحمت سے دُور کر دے گا۔ میں حکمت، یعنی جنت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ بھلا کوئی اس دروازے سے گزرے بغیر جنت میں کیسے پہنچے گا؟ علی تمام انسانوں سے بہتر ہیں، جو شخص اس بات کا انکار کرتا ہے، یقیناً وہ کافر ہو جاتا ہے۔“

(المنقبة لابن شاذان: 94)

تبصرہ :

یہ جھوٹی روایت ہے، کیونکہ:

① عیسیٰ بن مہران ابو موسیٰ مستعطف راوی کذاب ہے۔

اس کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَوْضُوعَةٍ مَّنَاكِيرٍ، مُحْتَرَقٌ فِي الرَّفْضِ .
”یہ من گھڑت اور منکر روایتیں بیان کرتا ہے اور کٹر رافضی ہے۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال: 260/5)

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عِيسَى بْنُ مِهْرَانَ الْمُسْتَعِطُفُ مِنْ شَيَاطِينِ الرَّافِضَةِ
وَمَرَدَتِهِمْ، وَوَقَعَ إِلَيَّ كِتَابٌ مِّنْ تَصْنِيفِهِ فِي الطُّغْنِ عَلَى
الصَّحَابَةِ وَتَضْلِيلِهِمْ وَإِكْفَارِهِمْ وَتَفْسِيقِهِمْ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ قَفَّ
شَعْرِي عِنْدَ نَظَرِي فِيهِ، وَعَظُمَ تَعَجُّبِي مِمَّا أَوْدَعَ ذَلِكَ
الْكِتَابَ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَوْضُوعَةِ، وَالْأَقَاصِيصِ الْمُخْتَلَقَةِ،
وَالْأَنْبَاءِ الْمُفْتَعَلَةِ، بِالْأَسَانِيدِ الْمُظْلِمَةِ، عَنْ سُقَاطِ الْكُوفِيِّينَ،
مِنَ الْمَعْرُوفِينَ بِالْكَذِبِ، وَمِنَ الْمَجْهُولِينَ، وَدَلَّنِي ذَلِكَ عَلَى
عَمِي بِصِيرَةٍ وَاضِعِهِ، وَخُبْتِ سَرِيرَةَ جَامِعِهِ، وَخَبِيَّةَ سَعْيِ
طَالِبِهِ، وَاحْتِقَابِ وَزْرِ كَاتِبِهِ، ﴿فَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ
وَوَيْلٌ لَهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُونَ﴾، ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ
مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ .

”عیسیٰ بن مہران مستعطف ایک شیطان اور سرکش رافضی ہے، اس نے ایک
کتاب تصنیف کی ہے، جس میں صحابہ کرام پر طعن کیا ہے، ان کو (معاذ اللہ)

گمراہ، کافر اور فاسق قرار دیا ہے۔ اللہ کی قسم! جب میں نے اس کتاب کو دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مجھے اس کتاب میں موضوع روایات، من گھڑت قصے اور خود ساختہ حکایات دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ ان روایات کی سندیں اندھیری ہیں اور مشہور و معروف جھوٹے کو فیوں اور مجہول راویوں سے بیان کی گئی ہیں۔ یہ چیزیں عیسیٰ بن مہران کی اندھی بصیرت، خبثِ باطن، نامراد کاوش اور آخرت کی بربادی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس پر یہ فرامین باری تعالیٰ صادق آتے ہیں: ﴿فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ﴾ (البقرة 2: 79) (ہلاکت ہے اس کے لئے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا، ہلاکت ہے اس کے لئے جو انہوں نے کمایا)، ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ﴾ (الشعراء 26: 227) (جنہوں نے ظلم کیا، عنقریب وہ جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں)۔

(تاریخ بغداد: 11/168)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رَافِضِيٌّ، كَذَّابٌ جَبَلٌ .

”یہ رافضی اور بڑا کذاب تھا۔“ (میزان الاعتدال: 3/324)

② اس کا راوی محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ،

ابو فضل کوئی بھی پر لے درجے کا جھوٹا، دجال اور جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا راوی ہے۔

(دیکھیں: تاریخ بغداد للخطیب: 5/467، 466، لسان المیزان لابن حجر: 5/321)

③ اس کے راوی خالد بن طہمان ابو علاء خفاف کے بارے میں امام یحییٰ بن

معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَحُلِطَ خَالِدُ الْحَقْفُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَشْرِ سِنِينَ، وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ ثِقَةً، وَكَانَ فِي تَخْلِيْطِهِ كُلُّ مَا جَاءَ وَهُ بِهِ وَرَأَهُ؛ قَرَأَهُ.

”خالد خفاف اپنی موت سے دس سال پہلے حافطے کے اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ ثقہ تھا، لیکن اختلاط کے بعد وہ تلقین قبول کرنے لگا تھا۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 19/3، وسنده حسن)

③ صاحب کتاب ابن شاذان بھی سخت جھوٹا شخص تھا، اس کے بارے میں آئندہ سطور میں تفصیلی بات ہونے والی ہے۔

روایت نمبر ⑭: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«يَا عَلِيُّ، أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَأَنْتَ بَابُهَا، وَمَا تَوْتَى الْمَدِينَةَ إِلَّا مِنْ قِبَلِ الْبَابِ، وَكَذِبَ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ يُحِبُّنِي وَيُبْغِضُكَ؛ لِأَنَّكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ، لَحْمُكَ مِنْ لَحْمِي، وَدَمُكَ مِنْ دَمِي، وَرُوحُكَ مِنْ رُوحِي، وَسَرِيرَتُكَ مِنْ سَرِيرَتِي، وَعَلَانِيَتُكَ مِنْ عَلَانِيَتِي، وَأَنْتَ إِمَامُ أُمَّتِي، وَخَلِيفَتِي عَلَيْهَا بَعْدِي، سَعِدَ مَنْ أَطَاعَكَ، وَشَقِيَ مَنْ عَصَاكَ، وَرَبِحَ مَنْ تَوَلَّاكَ، وَخَسِرَ مَنْ عَادَاكَ، وَفَارَ مَنْ لَزِمَكَ، وَخَسِرَ مَنْ فَارَقَكَ، فَمَثْلُكَ وَمَثْلُ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِكَ بَعْدِي؛ مَثْلُ سَفِينَةِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ، مَنْ رَكِبَهَا نَجَا، وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ، وَمَثْلُكُمْ مَثْلُ النُّجُومِ؛

كُلَّمَا غَابَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

”اے علی! میں حکمت کا شہر ہوں اور آپ اس کا دروازہ ہیں، جو اس شہر میں آنا چاہے گا، وہ دروازے سے ہی آئے گا۔ وہ شخص میری محبت کا جھوٹا دعویدار ہے جو تجھ سے بغض رکھے، کیونکہ تو مجھ سے ہے اور میں تم سے ہوں، تیرا گوشت میرے گوشت سے ہے، تیرا خون میرے خون سے ہے، تیری روح میری روح سے ہے، تیرا باطن میرے باطن سے ہے اور تیرا ظاہر میرے ظاہر سے ہے۔ تو میری امت کا امام ہے اور میرے بعد امت محمدیہ کا خلیفہ ہے۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جو تیری فرمانبرداری کرے گا اور بد بخت ہے وہ شخص جو تیری نافرمانی کرے گا۔ نفع مند ہو گا وہ جو تجھ سے دوستی کرے گا اور خسارہ اٹھائے گا وہ شخص جو تجھ سے دشمنی رکھے گا۔ تیری رفاقت میں کامیابی ہے اور تیری جدائی میں خسارہ ہے۔ میرے بعد تیری اور تیری اولاد کے اماموں کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے کہ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔ تیری مثال ستاروں کی مانند ہے، ایک ستارہ غروب ہوتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ قیامت تک ایسا ہی رہے گا۔“ (المنقبۃ لابن شاذان : 18)

تبصرہ :

یہ روایت جھوٹ کا پلندہ ہے، کیونکہ:

① سعد بن طریف اسکانی خفاف راوی کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

کا یہ فرمان پہلے بھی بیان ہو چکا ہے:

مَتْرُوكٌ، وَرَمَاهُ ابْنُ حِبَّانَ بِالْوَضْعِ، وَكَانَ رَافِضِيًّا.

”یہ متروک راوی ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کو جھوٹی حدیثیں گھڑنے

والا قرار دیا ہے۔ یہ رافضی بھی تھا۔“ (تقریب التہذیب: (2241)

② صاحب کتاب محمد بن احمد بن علی بن حسین بن شاذان دجال اور کذاب

ہے۔ اس کے بارے میں:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ سَأَقُ أَخْطَبُ خَوَارِزْمٍ مِنْ طَرِيقِ هَذَا الدَّجَالِ؛ ابْنُ شَاذَانَ
أَحَادِيثَ كَثِيرَةً بَاطِلَةً سَمَجَةً رَكِيكَةً، فِي مَنَاقِبِ السَّيِّدِ عَلِيٍّ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

”اخطب خوارزم نے اس ابن شاذان دجال کی سند سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے
مناقب میں بہت سی جھوٹی، باطل اور ناقابل یقین روایتیں بیان کی ہے۔“

(میزان الاعتدال: 467/3)

نیز اس کی بیان کردہ ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

هَذَا كَذِبٌ. ”یہ جھوٹ ہے۔“ (میزان الاعتدال: 467/3)

روایت نمبر ⑧: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ».

”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔ جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا

ہے، وہ دروازے ہی سے آئے۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 412/3، الموضوعات لابن الجوزي: 352/1)

تبصرہ :

یہ بھی من گھڑت روایت ہے، کیونکہ:

① احمد بن حفص سعدی کے بارے میں:

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَ بِأَحَادِيثٍ مُنْكَرَةٍ لَّمْ يُتَابَعْ عَلَيْهِ .

”اس نے ایسی منکر روایات بیان کیں جن پر اس کی متابعت نہیں کی گئی۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال: 199/1)

✽ امام اسماعیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَمْرُورٌ، يَكُونُ أَحْيَانًا أَشْبَهَ .

”اس کی عقل چلی گئی تھی۔ کبھی کبھی اس پر اشتباہ واقع ہو جاتا تھا۔“

(معجم الإسماعيلي: 355/1)

✽ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس قول کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

فَأَشَارَ إِلَى أَنَّهُ أَحْيَانًا يَغِيبُ عَقْلُهُ، وَالْمَمْرُورُ الَّذِي يُصِيبُهُ
الْخَلَطُ مِنَ الْمَرَّةِ، فَيَخْلُطُ .

”امام اسماعیلی رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کبھی کبھی اس کی

عقل زائل ہو جاتی تھی۔ [مَمْرُور] وہ شخص ہوتا ہے جسے کسی بیماری کی وجہ

سے اختلاط واقع ہو جاتا ہو۔“ (لسان الميزان: 163/1)

✽ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ”صاحب المناكير“ (منکر روایات بیان کرنے

والا) قرار دیا ہے۔ (میزان الاعتدال: 94/1)

نیز فرماتے ہیں: وَاهٍ، لَيْسَ بِشَيْءٍ .

”یہ ضعیف راوی ہے، کسی بھی کام کا نہیں۔“ (دیوان الضعفاء: 28)

فائدہ:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

لَعَلَّهُ اخْتَلَقَهُ السَّعْدِيُّ .

”شاید اس روایت کو (احمد بن حفص) سعدی نے گھڑا ہو۔“

(میزان الاعتدال في نقد الرجال: 153/1)

لیکن اس راوی میں صرف اختلاط کا مسئلہ ہے۔ ورنہ یہ ”صدوق“ اور ”حسن الحدیث“

راوی ہے۔ یہ عمداً جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں۔

② سعید بن عقبہ کوفی کے بارے میں امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَجْهُولٌ، غَيْرُ ثِقَةٍ . ”یہ مجہول اور غیر ثقہ ہے۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال: 413/3)

روایت نمبر ①۹: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا» .

”میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدی: 177/5، الشريعة للآجري: 236/3)

تبصرہ:

یہ جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے، کیونکہ:

① امام ابن عدی رحمہ اللہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا أَعْلَمُ رَوَاهُ أَحَدٌ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ غَيْرَ
عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي الْجُمْلَةِ مُعْضَلٌ عَنْ
الْأَعْمَشِ، وَيُرْوَى عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَيُرْوَاهُ عَنْ
أَبِي مُعَاوِيَةَ أَبُو الصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ، وَقَدْ سَرَقَهُ مِنْ أَبِي الصَّلْتِ
جَمَاعَةٌ ضُعَفَاءُ.

”میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو عیسیٰ بن یونس سے عثمان بن عبد اللہ کے علاوہ
بھی کسی نے بیان کیا ہو۔ فی الجملہ یہ روایت اعمش سے معضل (جس کے کئی
راوی گرے ہوئے ہوں) ہے۔ اسے عثمان نے ابو معاویہ عن الاعمش کی سند
سے بھی بیان کیا ہے۔ ابو معاویہ سے یہ روایت ابو صلت ہروی بیان کرتا ہے۔
یقیناً ابو صلت ہروی سے بہت سے ضعیف راویوں نے اس روایت کو چوری کر
کے بیان کیا ہے۔“ (الکامل فی ضعف الرجال: 177/5)

② عثمان بن خالد کے بارے میں امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِمَّنْ يَرْوِي الْمَقْلُوبَ عَنِ الثَّقَاتِ، وَيُرْوَى عَنِ الثَّقَاتِ
أَسَانِيدَ لَيْسَ مِنْ رِوَايَاتِهِمْ، كَأَنَّهُ كَانَ يَقْلِبُ الْأَسَانِيدَ، لَا يَحِلُّ
الْإِحْتِجَاجُ بِخَبَرِهِ.

”یہ ثقہ راویوں سے مقلوب روایتیں بیان کرتا ہے اور ثقہ راویوں سے ایسی

سندیں بیان کرتا ہے جو انہوں نے بیان ہی نہیں کی ہوتیں، یعنی وہ سندوں کو الٹ پلٹ کر دیتا ہے۔ اس کی بیان کردہ روایت کو دلیل بنانا جائز نہیں۔“

(المجروحین: 102/2)

لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا وَهُمْ، لَمْ يَرَوْا عُثْمَانَ بْنَ خَالِدٍ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ شَيْئًا، وَإِنَّمَا رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُرَشِيُّ الشَّامِيُّ.

”یہ وہم ہے، عثمان بن خالد نے عیسیٰ بن یونس سے کچھ بھی بیان نہیں کیا۔ عیسیٰ بن یونس سے تو اس حدیث کو عثمان بن عبد اللہ قرشی شامی نے بیان کیا

ہے۔“ (تعلیقات الدارقطنی علی کتاب المجروحین لابن حبان، ص: 183)

عثمان بن عبد اللہ نامی بھی دو راوی ہیں۔ ایک شامی اور دوسرا اموی۔ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ اور حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے، جبکہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی انسان کے ہیں، جیسا کہ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَرَّقَ الْخَطِيبُ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأُمَوِيِّ، وَكِلَاهُمَا يَرْوِي عَنْ مَالِكٍ --- وَجَمَعَ الذَّهَبِيُّ بَيْنَهُمَا فِي تَرْجَمَةٍ وَاحِدَةٍ.

”خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے عثمان بن عبد اللہ شامی اور عثمان بن عبد اللہ اموی میں فرق کیا ہے۔ یہ دونوں امام مالک سے روایت کرتے ہیں،

البتہ حافظ ذہبی نے ان دونوں کو ایک ہی قرار دیا ہے۔“ (ذیل المیزان: 571)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے اس فیصلے کو درست قرار دیا ہے۔

(لسان المیزان: 147/4)

یاد رہے کہ یہ عثمان کذاب اور حدیثیں گھڑنے والا راوی ہے۔

(دیکھیں: لسان المیزان لابن حجر: 143/4)

③ اس میں اعمش کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

روایت نمبر ②۵: گزشتہ روایت کی ایک سند یوں ہے:

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ خِدَاشٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ. (الموضوعات لابن الجوزي: 325/1)

تبصرہ:

یہ روایت بھی من گھڑت ہے، کیونکہ حسن بن عثمان تستری راوی جھوٹی حدیثوں کا کاریگر تھا، جیسا کہ:

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ عِنْدِي يَضَعُ، وَيَسْرِقُ حَدِيثَ النَّاسِ.

”میرے نزدیک یہ حدیثیں گھڑتا تھا اور لوگوں سے احادیث کا سرقہ کرتا تھا۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال: 345/2)

❁ عبدان اہوازی رحمہ اللہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 345/2)

روایت نمبر ②۶: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ الْبَابَ».

”میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ، لہذا جو علم حاصل کرنا چاہتا ہو، وہ دروازے سے آئے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب : 4/348، الموضوعات لابن الجوزي : 1/351,350)

تبصرہ :

یہ بھی باطل روایت ہے، کیونکہ :

① رجا بن سلمہ راوی کے بارے میں حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں :

اَتَّهِمْ بِسَرِقَةِ الْحَدِيثِ . ”اس پر حدیث کے سرقة کا الزام ہے۔“

(الموضوعات لابن الجوزي : 1/351)

② ابو معاویہ محمد بن حازم ضریر ”مذلس“ راوی ہے۔

③ اس میں اعمش راوی کی ”تدلیس“ بھی ہے۔

④ احمد بن محمد بن یزید بن سلیم راوی کے حالات نہیں مل سکے۔

روایت نمبر ④۲ : سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا :

«أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ؛ فَلْيَأْتِ بَابَهُ».

”میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو علم حاصل کرنے کا

خواہاں ہو، وہ دروازے سے آئے۔“

(الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي : 5/67، المعجم الكبير للطبراني : 11/65،

ح : 11061، المستدرک علی الصحیحین للحاکم : 3/126، تهذيب الآثار للطبري،

ص 105، تاریخ بغداد للخطیب: 48/11، الموضوعات لابن الجوزی: 351/1، المناقب

للخوارزمی: 69)

تبصرہ:

یہ جھوٹی اور من گھڑت روایت ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی ابو صلت عبدالسلام بن صالح ”ضعیف“ اور ”متروک“ ہے۔

② اس میں اعمش راوی کی ”تدلیس“ ہے۔

③ اعمش یہ روایت مجاہد سے بیان کرتے ہیں۔

✽ امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَتَبْتُ عَنِ الْأَعْمَشِ أَحَادِيثَ عَنْ مُجَاهِدٍ، كُلُّهَا مُلْزَقَةٌ، لَمْ يَسْمَعْهَا.

”میں نے اعمش کی مجاہد سے بیان کردہ روایات لکھی ہیں۔ وہ تمام امام مجاہد کی طرف منسوب ہیں۔ انہیں اعمش نے مجاہد سے سنا نہیں ہے۔“

(مقدمۃ الجرح والتعديل لابن أبي حاتم، ص: 241، وسنده صحيح)

✽ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَعْمَشُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُجَاهِدٍ، وَكُلُّ شَيْءٍ يَرْوِيهِ عَنْهُ؛ لَمْ يَسْمَعْ، إِنَّمَا مَرَّ سَلَةً مَدْلَسَةً.

”اعمش کا مجاہد سے سماع نہیں۔ اعمش نے جو بھی روایت مجاہد سے بیان کی

ہے، وہ مرسل اور مدلس ہے۔“ (روایۃ ابن طہمان: 59)

✽ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَعْمَشُ قَلِيلُ السَّمَاعِ مِنْ مُجَاهِدٍ، وَعَامَّةُ مَا يَرْوِيهِ عَنْ مُجَاهِدٍ مَذْلَسٌ.

”اعمش کا مجاہد سے سماع نہ ہونے کے برابر ہے۔ اکثر یہ مجاہد سے مدلس روایات بیان کرتے ہیں۔“ (العلل لابن أبي حاتم: 210/2)

③ ابو معاویہ بھی ”مدلس“ ہیں اور لفظ عن سے بیان کر رہے ہیں۔

نوٹ: بعض راویوں نے اس روایت میں ابوصلت عبدالسلام بن صالح کی متابعت کر رکھی ہے۔ ان کا حال بھی ملاحظہ فرماتے جائیں؛

روایت نمبر ③③: ابن محرز (معرفۃ الرجال: 242/2، مناقب علی لابن

المغازلی: 128) نے متابعت کی ہے اور سند یوں بیان کی ہے:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ الْعَلَّافِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الطُّفَيْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ.

تبصرہ:

یہ روایت بھی معلول ہے، کیونکہ:

① ابن محرز کی توثیق مطلوب ہے۔

② محمد بن طفیل بن مالک حنفی کو صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقات (63/9)

میں ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ ”مجہول الحال“ ہے۔

روایت نمبر ③④: محمد بن جعفر فیدی نے متابعت کی ہے:

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 127/3)

تبصرہ :

اس کی سند میں حسین بن فہم راوی غیر قوی ہے۔ اگرچہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ”ثقة، مامون، حافظ“ کہا ہے، لیکن یہ امام صاحب کا تساہل ہے۔ انہوں نے خود امام دارقطنی رحمہ اللہ سے اسے لیس بالقوی کہا نقل کیا ہے۔ (سؤالات الحاکم للدارقطنی : 85)

نیز اس سند میں ابو حسین محمد بن احمد بن تمیم قطری کی توثیق کا مسئلہ بھی ہے۔

روایت نمبر ۲۵ : امام ابو عبید قاسم بن سلام نے (کتاب المجروحین

لابن حبان: 1/130، 131، الموضوعات لابن الجوزي: 1/352) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

یہ سند بھی مختلف وجوہات کی بنا پر باطل ہے؛

① اسماعیل بن محمد بن یوسف الجبرینی ابو ہارون کے بارے میں :

✿ امام ابن ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

كَتَبَ إِلَيَّ بِجُزْءٍ، فَظَنَرْتُ فِي حَدِيثِهِ، فَلَمْ أَجِدْ حَدِيثَهُ حَدِيثَ أَهْلِ الصِّدْقِ.

”اس نے میری طرف کچھ احادیث لکھ کر بھیجیں۔ میں نے ان کو دیکھا، تو مجھے

ان میں کوئی حدیث بھی ایسی نہیں ملی جو سچے راویوں کے بیان سے ملتی ہو۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 2/196)

✿ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

يُقَلِّبُ الْأَسَانِيدَ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ، لَا يَجُوزُ الْإِخْتِجَاعُ بِهِ.

”یہ سندوں کو الٹ پلٹ کرتا ہے اور احادیث کا سرقہ کرتا ہے۔ اس کی بیان کردہ روایات کو دلیل بنانا جائز نہیں۔“ (المجروحین: 130/1)

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوَى عَنْ سُنَيْدٍ وَأَبِي عُبَيْدٍ وَعَمْرِو بْنِ أَبِي سَلَمَةَ أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً.

”یہ سنید، ابو عبید اور عمرو بن سلمہ سے منسوب کر کے من گھڑت روایات بیان کرتا ہے۔“ (لسان المیزان لابن حجر: 433/1)

روایت نمبر ۲۶ : عمر بن اسماعیل بن مجالد نے (الضعفاء الكبير

للعقيلي: 3/150، تاريخ بغداد للخطيب: 11/204، 353) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

عمر بن اسماعیل کے بارے میں:

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفُ الْحَدِيثِ . ”اس کی بیان کردہ روایت ضعیف ہوتی ہے۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 6/99)

امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَذَّابٌ، يُحَدِّثُ أَيْضًا بِحَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا»، وَهَذَا حَدِيثٌ كَذِبٌ، لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ.

”یہ جھوٹا راوی ہے۔ اس نے أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سند سے یہ حدیث بیان کی ہے: میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ یہ جھوٹی روایت ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔“

(سؤالات ابن الجنید: 51، الضعفاء الكبير للعقيلي: 150/3، وسنده صحيح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ”متروک“ کہا ہے۔

(تقریب التہذیب: 4866)

روایت نمبر ۲۷ : ابراہیم بن موسیٰ رازی نے (تہذیب الآثار [مسند

علی] لأبي جعفر الطبري، ص: 105) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

اس ابراہیم کے بارے میں امام طبری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

هَذَا الشَّيْخُ لَا أَعْرِفُهُ، وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ غَيْرَ هَذَا الْحَدِيثِ .

”میں اس راوی کو نہیں جانتا، نہ ہی میں نے اس روایت کے علاوہ اس سے کوئی روایت سنی ہے۔“

روایت نمبر ۲۸ : احمد بن سلمہ، ابو عمرو جرجانی نے (الکامل في ضعفاء

الرجال لابن عدي: 1/189، تاريخ جرجان للسهمي، ص: 65، الموضوعات لابن

الجوزي: 1/352، 353) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

یہ بھی جھوٹی روایت ہے، کیونکہ احمد بن سلمہ کے بارے میں :

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

حَدَّثَ عَنِ الثَّقَاتِ بِالْبَوَاطِيلِ، وَيَسْرِقُ الْحَدِيثَ .

”یہ ثقہ راویوں سے منسوب کر کے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور احادیث کا

سرقہ کرتا ہے۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال : 1/189)

✽ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔ (دیوان الضعفاء : 41)

روایت نمبر ۲۹ : حسن بن راشد نے (الکامل فی ضعفاء الرجال لابن

عدی : 5/65) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

یہ سند سخت ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کا راوی حسن بن علی عدوی کذاب ہے۔

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَلَى أَنَّهُ

قَدْ حَدَّثَ بِهِ غَيْرُهُ وَسَرَقَ مِنْهُ، مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِمَّنْ

رَوَاهُ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ خَيْرٌ وَأَصْدَقُ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ابْنِ

رَاشِدٍ .

”یہ ابوصلت ہروی کی ابو معاویہ سے بیان کردہ حدیث ہے۔ اس حدیث کو

ابوصلت سے سرقہ کر کے اور ضعیف راویوں نے بھی بیان کیا ہے۔ ابو معاویہ

سے بیان کرنے والوں میں سے حسن بن علی بن راشد سے بڑھ کر اچھا اور سچا

کوئی نہیں۔“ (الکامل في ضعفاء الرجال: 341/2)

روایت نمبر ۳۰ : موسیٰ بن محمد انصاری نے (میزان الاعتدال للذهبی :

444/3) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ :

یہ بھی جھوٹی سند ہے، کیونکہ اس کے راوی محفوظ بن بحر انطاکی کے بارے میں امام ابو عروبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

كَانَ مَحْفُوظٌ يَكْذِبُ . ”محفوظ بن بحر جھوٹی روایتیں بیان کرتا تھا۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 441/6)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو محفوظ بن بحر کی جھوٹی روایات میں شمار کیا ہے۔

(میزان الاعتدال: 444/3)

ابن الحمی فرماتے ہیں: مِنْ وَضَعِهِ وَأَكَاذِيهِ .

”یہ اس کی اپنی وضع کردہ روایت اور اس کا ایک جھوٹ ہے۔“

(الكشف الحثيث: 601)

روایت نمبر ۳۱ : رجل من اهل الشام (شام کے ایک مرد) نے

(تعليقات الدارقطني على المجروحين لابن حبان، ص: 179) میں متابعت کر رکھی ہے۔

تبصرہ :

یہ بھی سفید جھوٹ ہے، کیونکہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:



إِنَّ أَبَا الصَّلْتِ وَضَعَهُ عَلَى أَبِي مُعَاوِيَةَ، وَسَرَقَهُ مِنْهُ جَمَاعَةٌ، فَحَدَّثُوا بِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، مِنْهُمْ: عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَرَجُلٌ كَذَّابٌ مِّنْ أَهْلِ الشَّامِ، حَدَّثَ بِهِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

”ابوصلت نے یہ روایت ابو معاویہ کی طرف جھوٹی منسوب کی۔ اس سے ضعیف راویوں کی ایک جماعت نے سرقہ کیا۔ ان میں عمر بن اسماعیل بن مجالد، محمد بن جعفر اور اہل شام میں سے ایک جھوٹا آدمی شامل ہے۔ شامی کذاب نے اسے عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ کی سند سے بیان کیا ہے۔“

(تعلیقات الدارقطني علی المجروحین لابن حبان، ص: 179)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کی مکمل سند ذکر نہیں کی۔ البتہ رجل مبہم کو کذاب ضرور قرار دیا ہے۔ اس کے باطل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

روایت نمبر (۳۲): جعفر بن محمد بغدادی نے (تاریخ بغداد للخطیب:

172/7، الموضوعات لابن الجوزي: 350/1) میں متابعت کی ہے۔

تبصرہ:

یہ بھی جھوٹی روایت ہے، کیونکہ اس کے راوی جعفر بن محمد بغدادی کے بارے میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فِيهِ جَهَالَةٌ.

”یہ مجہول راوی ہے۔“ (میزان الاعتدال: 415/1)

نیز اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں: هَذَا مَوْضُوعٌ.

”یہ من گھڑت روایت ہے۔“ (میزان الاعتدال: 1/415)

اس کے بارے میں ابو جعفر مطین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَرَوْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ مِنَ الثَّقَاتِ أَحَدٌ، رَوَاهُ أَبُو الصَّلْتِ، فَكَذَّبُوهُ.

”اس روایت کو ابو معاویہ سے کسی ثقہ راوی نے بیان نہیں کیا۔ صرف ابو صلت ہروی نے بیان کیا ہے، جس کو محدثین کرام نے جھوٹا قرار دیا ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب: 172/7)

الحاصل :

ثابت ہوا کہ ابو صلت کا کوئی ثقہ متابع نہیں اور اس سند کا دارومدار ہی ابو صلت ”متروک“ پر ہے۔

✽ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهَذَا حَدِيثُ أَبِي الصَّلْتِ الْهَرَوِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَلَى أَنَّهُ قَدْ حَدَّثَ بِهِ غَيْرُهُ وَسَرَقَ مِنْهُ، مِنَ الضُّعَفَاءِ.

”یہ ابو صلت ہروی کی ابو معاویہ سے بیان کردہ حدیث ہے۔ اس حدیث کو ابو صلت سے سرقہ کر کے کئی ضعیف راویوں نے بھی بیان کیا ہے۔“

(الکامل في ضعفاء الرجال: 2/341)

روایت نمبر ۳۳ : سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ سُورُهَا، وَعَلِيٌّ
بَابُهَا، فَمَنْ أَرَادَ الْعِلْمَ، فَلْيَأْتِ الْبَابَ .

”میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر، عمر اور عثمان اس کی دیواریں ہیں، علی اس کا دروازہ
ہیں۔ اب جو علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، وہ دروازے سے آئے۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 321/45، اللآلی المصنوعة للسيوطي: 308، 307/1)

تبصرہ :

یہ باطل (جھوٹی) روایت ہے، کیونکہ :

① اس کا راوی حسن بن تمیم بن تمام مجہول ہے، نیز اس کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ
سے سماع بھی مطلوب ہے۔

② دوسرے راوی ابو القاسم عمر بن محمد بن حسین کرخی کی بھی توثیق درکار ہے۔

اس روایت کے بارے میں حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

مُنْكَرٌ جِدًّا إِسْنَادًا وَمَتْنًا .

”اس روایت کی سند اور متن دونوں سخت منکر ہیں۔“

(تاریخ دمشق لابن عساکر: 321/45)

روایت نمبر ③۲ : نبی اکرم ﷺ کی طرف یہ روایت بھی منسوب ہے :

«أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ، وَأَبُو بَكْرٍ أَسَاسُهَا، وَعُمَرُ حِيطَانُهَا، وَعُثْمَانُ
سَقْفُهَا، وَعَلِيٌّ بَابُهَا» .

”میں علم کا شہر ہوں، ابو بکر اس کی بنیاد، عمر اس کی چار دیواری، عثمان اس کی

چھت اور علی اس کا دروازہ ہیں۔“ (تاریخ دمشق لابن عساکر: 20/9)

تبصرہ :

یہ سفید جھوٹ ہے۔ اس کو گھڑنے والا اسماعیل بن علی بن شنی استر بازی ہے۔

ائمہ دین کی رائے

اب اس روایت کے بارے میں ائمہ متقدمین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں :

① امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَهُوَ حَدِيثٌ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ . ”اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔“

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 99/6، وسنده صحيح)

نوٹ : امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے اس حدیث کو صحیح کہنا بھی ثابت ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب : 315/12، طبعة بشار، وسنده صحيح)

ہو سکتا ہے کہ یہ فیصلہ پہلے کا ہو اور کسی راوی کی صحیح حالت ظاہر ہو جانے کے بعد یہ

رائے بدل گئی ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

② امام ابو زرہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وَحَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ : «أَنَا مَدِينَةُ الْحِكْمَةِ، وَعَلَيَّ بَابُهَا»، كَمْ مِّنْ خَلْقٍ قَدْ افْتَضَحُوا فِيهِ .

”ابو معاویہ سے بیان کی گئی عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ کی سند سے یہ حدیث کہ میں حکمت کا شہر ہوں، علی اس کا دروازہ

ہے۔ کتنے ہی اہل علم ہیں، جو اس میں عیب لگاتے ہیں۔“

(سؤالات البرذعي: 753/2)

③ امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”منکر“ قرار دیا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: 22/8)

④ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مُنْكَرٌ.

”یہ حدیث غریب و منکر ہے۔“ (سنن الترمذی: 3723)

⑤ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هَذَا خَبَرٌ لَا أَصْلَ لَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔“ (المجروحین: 94/2)

⑥ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْحَدِيثُ مُضْطَرَبٌ، غَيْرُ ثَابِتٍ.

”یہ حدیث مضطرب اور غیر ثابت ہے۔“ (العلل: 247/3، ح: 386)

⑦ امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَا يَصِحُّ فِي هَذَا الْمَتْنِ حَدِيثٌ.

”اس مفہوم کی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔“ (الضعفاء الكبير: 150/3)

⑧ امام ابو جعفر مطین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَرَوْ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ مِنَ الثَّقَاتِ أَحَدٌ، رَوَاهُ أَبُو الصَّلْتِ، فَكَذَّبُوهُ.

”اس روایت کو ابو معاویہ سے کسی ایک ثقہ راوی نے بھی بیان نہیں کیا۔ صرف

ابو صلت ہروی نے بیان کیا ہے اور اسے محدثین کرام نے جھوٹا قرار دیا ہے۔“

(تاریخ بغداد للخطیب: 172/7)

⑨ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ مَوْضُوعٌ.

”یہ حدیث منکر و من گھڑت ہے۔“ (الکامل فی ضعفاء الرجال: 192/1)

⑩ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّ هَذِهِ الرِّوَايَاتِ غَيْرُ مَحْفُوظَةٍ.

”اس مفہوم کی تمام روایات منکر ہیں۔“ (تاریخ دمشق: 380/42)

⑪ حافظ ابن الجوزی نے اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔

(الموضوعات: 533/1)

⑫ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَحَدِيثٌ بَاطِلٌ.

”یہ جھوٹی حدیث ہے۔“ (تہذیب الأسماء واللغات: 490/1)

⑬ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْحَدِيثُ مَوْضُوعٌ، رَوَاهُ الْأَعْمَشُ.

”یہ حدیث من گھڑت ہے، اسے اعمش نے بیان کیا ہے۔“

(تاریخ الإسلام للذهبي: 1191/5، بتحقيق بشار عواد معروف)

⑭ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے خود ساختہ قرار دیا ہے۔

(منهاج السنة: 515/7، أحاديث القصاص، ص: 62، مجموع الفتاوى: 123/18)

⑮ علامہ ابن طاہر رحمہ اللہ نے بھی اسے من گھڑت قرار دیا ہے۔

(تخريج أحاديث الإحياء للعراقي: 1830)

①٦ علامہ عبدالرحمن معلیٰ رحمہ اللہ نے بھی موضوع کہا ہے۔

(حاشیۃ الفوائد المجموعۃ للشوکانی، ص: 349)

صرف امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح الاسناد“ کہا ہے۔ ان جمہور ائمہ متقدمین و متاخرین کی ”تضعیف“ کے مقابلے میں امام حاکم رحمہ اللہ کی تصحیح ناقابل التفات ہے، کیونکہ وہ تساہل تھے۔ یہ بات اہل علم پر بخوبی عیاں ہے۔

بعض متاخرین اہل علم، مثلاً: حافظ علائی (النقد الصحيح بما اعترض من أحاديث المصابيح، ص: 55)، حافظ ابن حجر (الآلآلي المصنوعة للسيوطي: 334/1)، حافظ سخاوی (المقاصد الحسنة: 189) اور علامہ شوکانی (الفوائد المجموعۃ، ص: 349) کا اسے ”حسن“ قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

الحاصل :

یہ حدیث اپنی تمام سندوں کے ساتھ ”ضعیف و منکر“ ہے۔ حدیث ابن عباس کے تمام طرق أبو معاوية عن الأعمش، عن مجاهد سے مروی ہیں، لہذا یہ بھی ”ضعیف و مدلس“ ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و منقبت ہمارے سر آنکھوں پر، لیکن جھوٹی، ”منکر“ اور ”ضعیف“ سندوں سے مروی روایات کو فضیلت قرار دینا قطعاً صحیح نہیں۔

صحیح و ثابت فضائل و مناقب کی روشنی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت اتنی واضح ہے کہ اسے ایسی روایات کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی، جن کو محدثین کرام نے قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

